شمارہ ۳

امان ۱۳۵۲ ہش

مارچ ۱۹۷۳ء

جلد ۱۴

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۵۲ ھش

صفر ۱۳۹۲ ہجری مارچ ۱۹۷۲ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

فہرستِ مضامین

پبلشر . . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت . . . . . . دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۴ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۳

امان ۱۳۵۲ہش

حضرت سلطان القلم اور اردو ادب

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے جن خاص اور منتخب بندوں کو اعلاء کلمۃ الحق کی غرض سے ماموریت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے انہیں وہ علم و حکمت کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی خوبیوں سے بھی ضرور نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطائے خاص کے زیر اثر وہ علوم و معارف اور حقائق و دقائق ہی کے دریا نہیں بہاتے بلکہ دنیا کو روح القدس کی تائید کے ایک زندہ نشان کے طور پر اپنے کلامِ بلاغت نظام اور دلکش و دلآویز حسنِ بیان کا معجزہ بھی دکھاتے ہیں۔ وہ بفضل اللہ تعالیٰ حق و صداقت کے حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ کو اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ایسے پُرشکوہ الفاظ اور پُردرد و پُرسوز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی زبانِ فیض ترجمان اور قلمِ معجز بیان سے نکلا ہوا لفظ لفظ سعید الفطرت انسانوں کے دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے اور وہ حق پر بے اختیار فریفتہ ہو کر اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ماموررُوح القدس کی تائید سے زبان و بیان اور اظہارِ خیال کے نئے اسالیب کو رواج دے کر ادب کو جس نئے حُسن اور نئی رعنائی سے ہمکنار کرتے ہیں اُس میں اور زمینی ادیبوں کی رنگین نگارشات میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ وہ زمینی ادیبوں کا تتبع نہیں کرتے بلکہ اس میدان میں بھی راہ نمائی کا فرض ادا کر کے قلوبِ انسانی کی طرح زبان و ادب کی تطہیر کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر دکھاتے ہیں۔ اس طرح ان کے آنے سے دنیا کے ادب میں بھی انقلاب آئے بغیر نہیں رہتا۔ ان کے پیدا کردہ علمِ کلام اور زمینی اہلِ قلم حضرات کی نگارشات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۱۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۳

امان ۱۳۵۲ ہش

حضرت سلطان القلم اور اردو ادب

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے جن خاص اور منتخب بندوں کو اعلاء کلمۃ الحق کی غرض سے ماموریت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے انہیں وہ علم و حکمت کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی خوبیوں سے بھی ضرور نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطائے خاص کے زیر اثر وہ علوم و معارف اور حقائق و دقائق ہی کے دریا نہیں بہاتے بلکہ دنیا کو روح القدس کی تائید کے ایک زندہ نشان کے طور پر اپنے کلام بلاغت نظام اور دلکش و دلآویز حسن بیان کا معجزہ بھی دکھاتے ہیں۔ وہ بفضل اللہ تعالیٰ حق و صداقت کے حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ کو اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے ایسے پُرشکوہ الفاظ اور پُردرد و پُرسوز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی زبانِ فیض ترجمان اور قلم معجز بیان سے نکلا ہوا لفظ لفظ سعید الفطرت انسانوں کے دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے اور وہ حق پر بے اختیار فریفتہ ہو کر اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مامور روح القدس کی تائید سے زبان و بیان اور اظہارِ خیال کے نئے نئے اسالیب کو رائج دے کر ادب کو جس نئے حسن اور نئی رعنائی سے ہمکنار کرتے ہیں اس میں اور زمینی ادیبوں کی رنگین نگارشات میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ وہ زمینی ادیبوں کا تتبع نہیں کرتے بلکہ اس میدان میں بھی راہ نمائی کا فرض ادا کر کے قلوبِ انسانی کی طرح زبان و ادب کی تطہیر کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر دکھاتے ہیں۔ اس طرح ان کے آنے سے دنیا کے ادب میں بھی انقلاب آئے بغیر نہیں رہتا۔ ان کے بعد اگر وہ علمِ کلام اور زمینی اہلِ قلم حضرات کی نگارشات

میں ادبی اور فنی محاسن کے اعتبار سے وہی فرق ہوتا ہے جو ایک دستِ قدرت کی شاہکار حسین و جمیل وادی کے قدرتی حسن اور انسانی ہاتھوں کے لگائے ہوئے خوبصورت و خوشنما باغ کے مصنوعی حسن میں پایا جاتا ہے۔ دونوں کا دلکش و دلفریب منظر نظر نواز ہو کر مسرت و انبساط کے جذبات کو ابھارتا ہے۔ لیکن ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی مسرتیں اپنی اپنی کیفیت اور اثر کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں جہاں وادی کے قدرتی حسن سے لطف اندوز ہو کر دل صانع حقیقی کی حمد سے بھر جاتا ہے وہاں انسانی ہاتھ کے لگائے ہوئے باغ کی چمن بندی باغ لگانے والے ماہروں کی ہنرمندی کو سراہنے پر ابھارتی ہے اور وہ ایک وقتی انبساط سے ہمکنار کرنے کے سوا کوئی مستقل دیرپا اور مفید نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ اول الذکر کا ردّعمل الحمد للہ اور سبحان اللہ کی شکل میں ظاہر ہو کر تطہیرِ قلوب کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے جبکہ مؤخر الذکر کا ردِّعمل واہ واہ اور آہا ہا تک ہی محدود رہ کر طبیعتوں میں کوئی مستقل اثر چھوڑے بغیر ختم ہو جاتا ہے۔

جس طرح ایک حسین و جمیل اور سرسبز و شاداب وادی کے حسن و جمال اور اس کی آرائش و تزئین میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہوتا اور وہ سراسر دستِ قدرت کا ایک شاہکار ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کے ماموروں کا کلام اور حسنِ بیان از اول تا آخر روح القدس کی تائید کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ خدا کے بلائے ہی بولتے ہیں اور خدائی اذن کے ماتحت ہی ان کا قلمِ معجز رقم جنبش میں آتا ہے۔ اسی لئے ان کا بیان اور اسلوبِ تحریر تکلف و تصنع، بناوٹی جبکہ آرائی اور مصنوعی رنگینی و رعنائی سے یکسر مبرّا ہوتا ہے۔ جب وہ گویا ہوتے یا اپنے قلمِ معجز رقم کو جنبش میں لاتے ہیں تو پُرشکوہ و پُرعظمت، پُرجلال و پُرہیبت اور پُروقار و پُرتمکنت الفاظ دریا کی روانی کی طرح بے ساختہ انداز میں نکلتے چلے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جذب و کشش اور اثر اندازی و اثر انگیزی انکے کلام میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے زمینی ادیبوں کی نگارشات میں یہ بات نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اسی لئے مامورینِ الٰہی کا کلام زمینی ادیبوں اور انشاپردازوں کی پُرتکلف، بناوٹی اور بے روح نگارشات سے ممیز و ممتاز ہوتے ہوتے ان پر غالب آئے بغیر نہیں رہتا۔ دل ان کے کلام کی طرف کھچتے ہیں اور روحوں پر ان کی اثر انگیزی کی وجہ سے وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

یوں تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر نبی کو ہی اپنے اپنے رنگ میں فصاحت و بلاغت کا اعجاز عطا ہوا۔ لیکن اس اعجاز کا سب سے اعلےٰ و اَولیٰ و اجلیٰ اور سب سے کامل و مکمل و اکمل ظہور سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود ہی میں ہوا۔ ہر چند کہ آپؐ امی تھے لیکن فصاحت و بلاغت کا اعجاز

آپ میں انتہائی اوجِ کمال کو پہنچا ہوا تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ خدائے ذوالعرش ہی آپ کا استاد تھا اور فصاحت و بلاغت کا کامل وصف اس نے خود اپنی جناب سے آپ کو عطا کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عطاءِ خاص کے رنگ میں آپؐ کے اس بے مثال وصف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمٰن آیت ۴ و ۵)

یعنی خدا نے ہی انسان کامل (محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کو بنایا اور اسے فصاحت و بیان کی زبردست قوت بخشی۔

جس کا معلّم خود معلّمِ حقیقی تھا وہ فصاحت و بلاغت میں کیوں نہ یکتائے روزگار ہوتا۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تحدیثِ نعمت کے رنگ میں فرمایا۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَب۔ یعنی میں فصیح ترین عرب ہوں نیز فرمایا بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ۔ یعنی میں جامع و مانع کلمات لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے فصاحت و بلاغت کا اعجاز بطورِ خاص عطا کیا گیا۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنے الہام خاص میں "سلطان القلم" یعنی قلم کا بادشاہ قرار دیا (تذکرہ طبع سوم ص۴۰۸) نیز اسی طرح ایک اور الہام میں آپ کے "حُسنِ بیان" کے وصف سے متصف ہونے کی خود بشارت دی (تذکرہ طبع سوم ص۱۶۷) اور اسی طرح دنیا پر آشکار فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرزندِ جلیل جو ماموریت کے رفیع الشان مقام پر فائز ہے قلم کا بھی دھنی ہے اور قلم ہی کی طرح حسنِ بیان میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ چنانچہ آپ نے بھی قلم و زبان کے اس اعجاز کا تحدیثِ نعمت کے طور پر متعدد بار ذکر فرمایا۔ مثال کے طور پر ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

فَمَا كَانَ عِنْدِي مِنْ مَّالِ الدُّنْيَا وَخَيْلِهَا وَاَفْرَاسِهَا غَيْرَ اَنِّيْ اُعْطِيْتُ جِيَادَ الْاَقْلَامِ وَرُزِقْتُ جَوَاهِرَ الْكَلَامِ (نور الحق حصہ اول ص۳۹)

یعنی میرے پاس دنیا کا مال اور گھوڑے اور سوار تو نہیں تھے سوائے اس کے کہ مجھ کو قلموں کے گھوڑے دیئے گئے اور کلام کے جواہرات سے مجھے نوازا گیا۔

زبان کا یہ اعجاز سراسر خداداد تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔" (دیکھو اشتہار اکتوبر ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے نتیجہ میں احیائے اسلام اور اشاعتِ نورِ حضرت خیر الانام

کی جو نہایت مستحکم اور وسیع بنیاد پڑی اس کے طفیل ساتھ کے ساتھ زبان اردو کی قسمت بھی جاگ اٹھی۔ یہ زبان اُس وقت تک دنیا کے ایک محدود علاقے کی زبان اور برصغیر کے غیر اسلامی اثرات کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والی ایک مخصوص ثقافت کی ترجمان تھی اور تھی بھی علمی اور روحانی اعتبار سے سراسر بے جان۔ اس میں بس زبان کا چٹخارہ ہی چٹخارہ تھا۔ علمی اور روحانی مسائل بیان کرنے کا نہ حوصلہ تھا نہ یارا۔ اشاعت و غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے روبراہ آنے سے اردو کو الہامی زبان کا درجہ حاصل ہوا اور یہ پہلی بار صحیح معنوں میں علمی زبان بننے اور الہیات کے دقیق مسائل کی وسعت و گہرائی کے مطابق اپنے دامنِ استعداد کو وسیع و عمیق بنانے کی اہلیت سے ہمکنار ہوئی۔ اس آخری زمانہ میں اسلام کی لازوال و بے مثال صداقتوں کے اظہار اور ان کی سائنسی تشریح و توضیح کے لئے خدا تعالیٰ کی نظرِ انتخاب اردو پر پڑی اور اس طرح اِس کے مرتبہ و مقام کو وہ رفعت اور سربلندی نصیب ہوئی کہ اس تک رسائی قبل ازیں اس کے لئے ممکن نہ تھی۔ اردو کی اس خوش بختی اور خوش نصیبی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی اچھوتے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "تحفہ گولڑویہ" میں اولاً اس امر پر روشنی ڈالی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اِس آخری زمانہ کو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے لئے مخصوص فرمایا تھا اس لئے اس زمانہ میں اشاعت کے غیر معمولی سامان بھی اس نے مہیا فرما دیئے، اس کے بعد رقم فرمایا۔

"سو اس وقت حسب منطوق آیت وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملکِ ہند میں اُردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک مشترک زبان ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبانِ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس فرض کو پورا کیجئے، کیونکہ آپ کا دعوےٰ ہے کہ میں تمام کافۂ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۴، ۱۹۵)

سو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے نتیجہ میں اردو زبان اسلام کی لازوال و بے مثال صداقتوں کے نہایت مہتم بالشان اظہار اور اس طرح دنیا میں غلبۂ اسلام کے اظلال و آثار کو نمایاں کرنے کا باعث بنی اور پھر خدائی منشاء کے بموجب آئندہ زمانہ میں بین الاقوامی زبانوں میں شمار کئے جانے کا غیر معمولی امتیاز اس کے حصہ میں آیا۔ چنانچہ جب اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی اور خارق عادت تائید و نصرت اور اس کی دی ہوئی توفیق کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیش بہا تصانیف میں اسلام کی بے مثال و لازوال صداقتوں کو معجزانہ قوت و شوکت کے ساتھ پیش فرمایا تو اردو کا دامن از خود نئے اسالیب بیان، نئے محاورات اور نئی اصطلاحات سے مالا مال ہوتا چلا گیا۔ آپ کی کتب نثری ادب کے اسالیبِ بیان اور اصنافِ سخن کے ایسے ایسے نادر نمونوں سے مملو ہیں کہ اُس دَور کے نامور ادیب اور اہلِ قلم ایک انشاء پرداز کی حیثیت میں آپ کے دبدبہ و جلال اور دستِ قدرت سے آپ کو عطا ہونے والے غایت درجہ کمال پر حیران و ششدر ہوئے بغیر نہ رہے۔ ان کی وہی حالت ہوئی کہ زبانیں گنگ اور قلم شکستہ کہیں تو کیا کہیں اور لکھیں تو کیا لکھیں۔ ان میں سے بعض کو تعصب میں مبتلا ہونے کے باوجود زبان و بیان اور انشاء پردازی پر آپ کی بے انداز قدرت کو خراجِ تحسین پیش کرنا ہی پڑا اور جو ادیب اور انشاء پرداز تعصب سے بالا ہو کر آج بھی آپ کی اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی تحریرات پڑھتے ہیں تو ان میں جابجا بکھرے ہوئے ادبی شہ پارول پر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھتے ہیں۔ وہ ان ادبی شہ پاروں کو پڑھتے ہیں اور سر دھنتے ہیں اور جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا کبھی کبھی عالمِ وارفتگی میں پکار اٹھتے ہیں دنیا نے اُردو کے اس عظیم محسن کی بیش بہا خدمات کا اعتراف نہ کر کے انصاف کا خون کیا ہے۔

حق یہ ہے کہ اسالیب بیان مثلاً ازالہ و امالہ، لف و نشر، تشبیہات و استعارات۔ محاورات و اصطلاحات، تلمیحات و تمثیلات، استخراج و استدلال، تجنیسِ لفظی و تجنیسِ صوتی، نیز صنعتِ مراۃ النظیر، صنعتِ تکرار، اور صنعتِ تضاد کے نہایت ہی نادر نمونے اس کثرت سے آپ کی تصنیف کردہ کتب میں ملتے ہیں کہ قوت و شوکت اور بے انداز قدرت کے آئینہ دار ان بے مثال نمونوں کو کسی زمینی ادیب اور انشاء پرداز کی نگارشات میں تلاش کرنا سعیٔ لاحاصل کے مترادف ہے۔ اچھوتے اسالیب بیان کے نمونوں کا انتخاب پیش کرنا کسی کے لئے بھی آسان نہیں ہے اس لئے کہ یہاں تو ایں ہمہ خانہ آفتاب است کی مثل صادق آئے بغیر نہیں رہتی۔ نگاہ یہ فیصلہ کر نہیں پاتی کہ کس حصۂ عبارت کو لے اور کس کو چھوڑے اور دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

تاہم رعایتِ وقت کے پیشِ نظر معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ناپیدا کنار سمندر میں سے ایک قطرہ کے طور پر چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان سب نمونوں کی عبارت میں چڑھے ہوئے دریا کی سی روانی و سلاست شوکت و ہیبت نیز موجوں کے ترنم و زیر و بم کی حلاوت کے علاوہ حسبِ موقعہ عظمت و جلال۔ ہمدردی و غم خواری، جانسوزی و جاں سپاری نیز نرمی و ملاطفت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ روح القدس کی تائید سے لکھی ہوئی یہ تمام تحریرات حضور علیہ السلام کی جملہ دیگر تحریرات کی طرح تکلّف و تصنع اور بناوٹ سے یکسر پاک ہوتے ہوئے کمال بے ساختگی کے باعث دلکش و دلفریب وادی کی طرح قدرتی حُسن و جمال کا ایک دلکش مرقع ہیں۔

مثال کے طور پر حضور علیہ السلام نہایت ہی حسین تشبیہات و استعارات سے کام لیتے ہوئے دنیا کی زینتوں پر جان دینے والے ابناء الارض کو ان کی نفسیات کے مطابق مخاطب کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالےٰ کی حقیقی معرفت عطا کرنے سے متعلق اپنی دلی تڑپ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے، اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے، اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہؤا بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے، اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا! اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اِس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع انسان کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جاویں اور سچائی اور یقین کے جواہرات کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔" (اربعین ۱ؔ)

پھر اس بارہ میں کہ لوگ اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کرکے اس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کریں اور دلی درد و اضطراب جاں سوزی و جاں سپاری اور نوعِ انسان کی انتہائی ہمدردی و غم خواری کا ایک اَور چھوتا اور غایت درجہ دلوں پر اثر کرنے والا انداز ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں اور کس تڑپ اور لگن کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خُدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلےٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو

دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اُس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا، یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں، کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔" (کشتی نوح)

اب ذرا صنعتِ تکرار کا جس سے عمومیت اور احاطہ کُل کا تاثر قلب وذہن پر مرتسم ہوتا ہے۔ ایک نادر نمونہ ملاحظہ ہو حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک پتہ بھی بجز اس کے امر کے گر نہیں سکتا اور نہ بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہوسکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلّل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔ پہاڑوں اور زمین کا ذرّہ ذرّہ، اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات، اور ہر ایک جز ان کا، اور انسان اور حیوانات کے کُل ذرّات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید وتمجید میں مشغول ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ " (کشتی نوح)

ادب میں تاثر کو گہرا اور اجاگر کرنے کے لئے صنعتِ تضاد سے کام لیا جاتا ہے۔ اس اسلوب کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ وسیاہ
کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

اس صنعت کے سحر کن نمونے بھی حضور علیہ السلام کی تحریرات میں بڑی کثرت سے ملتے ہیں چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔ حضرت سلطان القلم فرماتے ہیں:۔

"ابناءُ السماء بنو نہ ابناءُ الارض اور روشنی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گزرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔" (کشتی نوح)

اسی طرح حضور علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں!

"چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کی فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ ہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے۔" (کشتی نوح)

صنعت تضاد کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں رقم فرماتے ہیں:۔

"اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ، اے غافلو! اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا، اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۲)

دقیق اور مغلق بات کو دل موہ لینے والی نہایت ہی خوبصورت تشبیہات کے ذریعہ انتہائی عام فہم انداز میں بیان کرنے کی مثالیں بھی حضور علیہ السلام کی تحریرات میں بہت عام ہیں۔ چنانچہ ایک مثال ملاحظہ ہو۔ حضرت سلطان القلم یقین اور معرفت تامہ کی انقلاب انگیز تاثیر کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جس کو یقین دیا گیا ہے وہ پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے اور ہوا کی طرح اس کی طرف جاتا ہے اور آگ کی طرح غیر کو جلا دیتا ہے اور مصائب میں زمین کی طرح ثابت قدمی دکھلاتا ہے۔ خدا کی معرفت دیوانہ بنا دیتی ہے مگر لوگوں کی نظر میں دیوانہ اور خدا کی نظر میں عقلمند اور فرزانہ۔ یہ شربت کیا ہی شیریں ہے کہ حلق سے اترتے ہی تمام بدن کو شیریں کر دیتا ہے، اور یہ دودھ کیا ہی لذیذ ہے کہ ایک دم میں تمام نعمتوں سے فارغ اور لاپروا کر دیتا ہے، مگر اُن دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کی جاتی ہیں، اور کسی دوسرے کے خون سے نہیں بلکہ سچی قربانی سے حاصل ہوتا ہے۔ کیسا مشکل کام ہے۔ آہ صد آہ!" (ایام الصلح ص۱۶)

یہ چند نمونے معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ناپیداکنار سمندر کے ایک قطرہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ورنہ معجزانہ فصاحت و بلاغت کے جملہ بیش بہا نمونوں کو اسالیب بیان کے لحاظ سے مرتب کیا جائے تو ہزاروں ہزار صفحات بھی انہیں اپنے اندر سمیٹنے کے لئے ناکافی ہیں۔ حضرت سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

تحریرات ایک دلکش و دلفریب نہایت ہی حسین و جمیل وادی کے قدرتی حسن سے اس طرح معمور ہیں جس طرح سمندر پانی سے لبریز ہیں۔ باغبانوں کے ہاتھ سے آراستہ کئے ہوئے چمن ہائے رنگین کے مصنوعی حسن سے یہ مبرا ہیں یعنی عبارت کی بے مقصد رنگینی اور زبان کا پھوکا چٹخارہ ان میں نام کو بھی نہیں ہے۔ آپ کا انقلاب انگیز ادبی کارنامہ ہی یہ ہے کہ آپ نے اردو ادب میں ایک ایسے پُرجلال و پُرشوکت اور پُروقار و پُرتمکنت استدلالی اسلوب تحریر کی بنا ڈالی ہے جس میں زبان و بیان کے قدرتی حسن کی فراوانی کے باوجود مقصدیت نگاہوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی اوجھل ہونے نہیں پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریرات قاری کو اپنی طرف نہیں کھینچتیں بلکہ قاری کا دل خود ان کی طرف بے اختیار کھنچتا ہے۔ اس طرح آپ نے ادب اردو میں یکسر ایک نئے اسلوب تحریر کو رواج دے کر اسے وہ خوبصورتی اور وقار بخشا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کے منفرد اسلوب تحریر کی یہی وہ بے مثال خوبی ہے کہ جس سے آپ کے مخالف اہلِ قلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور انہیں بھی انشاء پردازی میں آپ کا لوہا ماننے ہی بن پڑی۔ چنانچہ مرزا حیرت دہلوی نے آپ کے وصال پر "کرزن گزٹ" میں جو نوٹ شائع کیا اس میں لکھا:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں، وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی ۔۔۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ ایک پُرجذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو سچے تُلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے ۔۔۔ اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

اور جناب ابو الکلام آزاد ایڈیٹر اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے، اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا، جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا

... دنیا سے اٹھ گیا۔" (اخبار وکیل امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)

اور مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پروازی ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی۔ صدر شعبۂ اردو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی روایت ہے کہ ۱۹۵۹ء میں جب وہ اورینٹل کالج لاہور میں ایم۔اے (اردو) کے طالب علم تھے تو ادبیات اردو کے نہایت نامور استاد محترم پروفیسر سید وقار عظیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "کشتی نوح" کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک روز کلاس میں لیکچر کے دوران فرمایا:۔

"مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر کسی ہم عصر کی تحریر سے کم نہیں لیکن ہم تعصب کی وجہ سے اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ ادب میں تعصب کو نکال کر ادبی تصنیفات کا جائزہ لیا جائے گا۔" (بحوالہ الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۵۹ء ص۳)

آخر میں ایک بات اور عرض کرنا ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی تائید و نصرت کے تحت اردو ادب میں جس نئے اسلوب کی بنا ڈالی ہے اور اردو ادب کو جس سنجیدہ و پُر وقار حُسن و رعنائی سے ہمکنار کیا ہے آئندہ دنیا اسی کو اپنائے گی اور یہی اسلوب و انداز باقی رہے گا۔ تمام دوسرے قدیم و جدید اسالیب نسیاً منسیاً ہو کر کالعدم ہو جائیں گے۔ زندہ وہی اسلوب تحریر رہے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوب ہے اور زبانِ اردو کا وہی رنگ و روپ زندہ و پائندہ رہے گا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقتوں کو دنیا پر آشکار فرمایا ہے۔ باقی تمام اسالیب زبان و بیان کے لئے موت مقدر ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"وَإِنَّ قَلْبِيْ بُرِّءَ مِنْ أَدْنَاسِ الْهَوٰى وَ بُرِيْءَ لِإِرْضَاءِ الْمَوْلٰى
وَإِنَّ لِيَرَاعِيْ أَثَرٌ مِّنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ وَلَا كَآثَارِ سَنَابِكِ
الْمُسَوَّمَاتِ" (اعجاز المسیح ص۱۹۶)

یعنی میری قلم خواہشات کی ناپاکیوں سے بچائی گئی ہے اور مولیٰ کو راضی کرنے کے لئے تراشی گئی ہے۔ میری نوکِ قلم کا نیک اثر باقی رہے گا۔ یہ نشان زدہ گھوڑے کے سُموں کے نشان کی طرح نہیں ہے کہ زمانہ اسے مٹانے پر قادر ہو سکے۔

دنیا لاکھ تعصب سے کام لے اور حضرت سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند پایہ اسلوبِ تحریر کو لاکھ خاطر میں نہ لائے وہ وقت آتا ہے کہ بڑے بڑے ادیبوں اور انشاء پردازوں کا پتّا پانی ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ اگلوں اور پچھلوں سب کے چراغ گُل ہو جائیں گے۔ ایک ہی چراغ روشن رہے گا اور قیامت تک ادبِ اُردو

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی علّتِ غائی اور عظیم الشان مقصد،

وصالِ ذاتِ ذوالجلال، احیاءِ اسلام، نبوّتِ محمدیہ کی صداقت کا اظہار

بعثت کی علّتِ غائی — وصالِ ذاتِ ذوالجلال

"ہماری بعثت کی علّتِ غائی یہی ہے کہ رستہ منزلِ جاناں کے بھولے بھٹکوں، دِل کے اندھوں جذام ضلالت کے مُبتلاؤں، ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والوں کور باطنوں کو صراطِ مستقیم پر چلا کر وصالِ ذاتِ ذوالجلال کا شیریں جام پلایا جائے اور عرفانِ الٰہی کے اس نقطۂ انتہائی تک ان کو پہنچایا جائے تاکہ ان کو حیاتِ ابدی و راحتِ دائمی نصیب ہو اور جوارِ رحمتِ ایزدی میں جگہ لے کر مست و سرشار رہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صہ ۱۸۹)

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبّت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں ... اور وہ رُوحانیّت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دَب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجّہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابُود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور صہ ۴۷)

احیاءِ اسلام

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اس اسلام کو زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلق کیلئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔" (فتح اسلام)

نبوّتِ محمدیہ کی حقانیت

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا ..... اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا..... وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانے میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں...... اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قرآن نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے۔" (اشتہار منسلکہ حقیقۃ الوحی)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِهِ الرَّیَّانِ

(خدا تعالیٰ کے تروتازہ باغ کی طرف دوڑو)

وَاللّٰهِ اِنِّیْ صَادِقٌ لَا کَاذِبٌ   شَهِدَتْ سَمَاءُ اللّٰهِ وَالْمَلَوَانِ

اور بخدا میں صادق ہوں کاذب نہیں ۔ آسمان اور رات دن نے اس پر گواہی دے دی

وَدَّعْتُ اَهْوَائِیْ لِحُبِّ مُهَیْمِنِیْ   وَتَرَکْتُ دُنْیَاکُمْ بِعَطْفِ عِنَانِیْ

حرص و ہوا کو میں نے خدا تعالیٰ کے لئے رخصت کر دیا اور تمہاری دُنیا کو چھوڑا اور اس سے مونہہ پھیر لیا

وَتَعَلَّقَتْ نَفْسِیْ بِحَضْرَةِ مَلْجَائِیْ   وَتَبَرَّءَتْ مِنْ کُلِّ نَشْبٍ فَانِیْ

اور میرا نفس حضرت پروردگار سے تعلق پکڑ گیا اور ہر ایک فانی مال سے بیزار ہو گیا

لَا تَعْجَلُوْا وَتَفَکَّرُوْا وَتَدَبَّرُوْا   وَالْعَقْلُ کُلُّ الْعَقْلِ فِی الْاِمْعَانِ

مت جلدی کرو اور فکر کرو اور سوچو اور تمام عقل غور کرنے میں ہے

لَا تَظْلِمُوْا لَا تَعْتَدُوْا لَا تَجْرُؤُا   وَتَبَاعَدُوْا عَنْ ذَالِكَ اللُّهْبَانِ

ظلم مت کرو، تجاوز مت کرو، دلیری مت کرو اور اس لہبان سے دُور رہو

قَدْ جِئْتُکُمْ یَا قَوْمِ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی   بُشْرٰی لِتَوَّابٍ اِذَا لَاقَانِیْ

اے میری قوم میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جب وہ مجھ سے ملے

اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّ الْاَنَامِ فَجِئْتُکُمْ   فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِهِ الرَّیَّانِ

میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا سو میں تمہاری طرف آیا۔ خدا تعالےٰ کے تروتازہ باغ کی طرف دوڑو

(نور الحق۔ الحصۃ الثانیۃ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خارِ او از ہزار بُستاں بہ

(اُس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے)

ہیچ چیزے چو ذاتِ بے چوں نیست جگرے خوں شود کزو خوں نیست

کوئی بھی چیز اُس بے مثل ذات کی مانند نہیں۔ وہ دل تباہ ہو جائے جو اس کی محبت میں خون نہیں ہوتا

گنج ہائے جہاں فدائے نگار بہ ز صد گنج خاکِ پائے نگار

سارے جہان کے خزانے اس معشوق پر قربان ہیں۔ معشوق کے پیروں کی خاک سینکڑوں خزانوں سے بہتر ہے

ہر چہ از دست او رسد آں بہ خارِ او از ہزار بُستاں بہ

جو کچھ بھی اس ہاتھ سے پہنچے وہی اچھا ہے۔ اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے

ذِلّت از بہرِ او ز عزّت بہ قِلّت از بہرِ او ز کثرت بہ

اس کی خاطر ذِلّت برداشت کرنا عزّت سے بہتر ہے۔ اس کی خاطر غربت اختیار کرنا دولتمندی سے بہتر ہے

مُردن از بہرِ او حیاتِ مُدام صد لذائذ فدائے آں آلام

اس کی خاطر مَرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ان تکلیفوں پر سینکڑوں لذّتیں قربان ہیں

ایکہ در کوئے دلستاں گذری باوفا باش در ز جاں گذری

اے وہ شخص جو دِلبر کے کُوچہ میں سے گذر رہا ہے تُو باوفا رہ خواہ جان چلی جائے

صادقانے کہ طالبِ یار اند جاں فشاناں زبہرِ دلدار اند

وہ راست باز جو یار کے طالب ہیں وہ تو یار کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صد ۳۰۸)

بعثتِ مسیح موعودؑ اور الٰہی جماعت کے قیام کا مقصد

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

الٰہی جماعت کے قیام کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اراکین کو اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے میں مدد دے۔ اور یہ ایسی بات ہے جسے انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم کسی صورت میں بھی سرانجام نہیں دے سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی برکات یا ان کا وعدہ اس تنظیم کے شاملِ حال نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے الٰہی جماعت تو شروع ہی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نُصرت اور کامیابیوں کے ہزاروں وعدوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائیدِ دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری انتہائی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلّقاتِ نفسانیہ سے چھڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقینِ کامل کی راہیں بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز نہیں کُھل سکتیں۔۔۔ جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔

سو اے وے لوگو! جو ظُلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو۔۔۔ اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی اپنی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور یہ اشغال بُنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر ہوتے ہیں مگر اصل مدّعا سے بہت دُور ہیں۔۔۔۔ امیدوں کا تمام مدار اور انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دُور کرتا اور رہزا و ہوس کی آگ کو بُجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔۔۔۔

اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت، تمہاری نکتہ رسی، تمہاری دُور اندیشی صرف دُنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی

اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونتِ ابدی کے لئے تمہاری رُوحیں پیدا کی گئی ہیں"۔

سو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انسان آسمانی روشنی یعنی الٰہی نُور کے بغیر نابینا اور اندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو رحمٰن اور رحیم ہے انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ انسانی خیالات کے جنگلوں میں بھٹکتا پھرے۔ اس نے تمام زمانوں میں انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ حقیقی اور اصل مقصد کی طرف انسانوں کی رہنمائی کریں۔ اس سلسلہ میں آخری راہنما حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ نوعِ انسان کی راہنمائی کے لئے جو احکام آپؐ کو عطا کئے گئے وہ قرآن مجید میں درج ہیں اور ان کا بہترین عملی نمونہ یا اُسوۂ حسنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی حیاتِ طیّبہ ہے۔ حضورؐ کے بعد خلفاءِ راشدین کا دَور آیا جو کہ آپؐ کے سچے جانشین تھے اور جن کے وجودوں میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ روشنی پوری طرح منعکس تھی خلافتِ راشدہ کا دَور ختم ہو جانے کے بعد مجددین انسانوں کی اُس وقت تک راہنمائی کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود بن کر دُنیا میں تشریف لے آئے۔ آپؑ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپؐ کے عظیم رُوحانی فرزند تھے اور آپؑ کی بعثت ان متعدد پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی جو قرآن مجید اور اس سے پہلی کتبِ مقدسہ میں درج ہیں اور جن کا احادیثِ نبویؐ میں بھی ذکر ہے۔ آپؑ کی بعثت سے شکوک وشبہات اور بے یقینی کے سیاہ بادل چھٹ گئے اور انسان ایک دفعہ پھر اپنے خالق کے قریب آگیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ انسان نے نئی زندگی حاصل کر لی اور اس کی زندگی بامقصد ہوگئی اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔ حضورؑ کا تو وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ پر قائم ہے اور رُوحوں کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے اور مردوں اور عورتوں کی ان کی حقیقی منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو روشنی اور بصارت کے بغیر نہیں چھوڑ دیا روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی راہنمائی۔

بقیہ لیڈر صفحہ ۱۲

کے شبستانوں کو اپنے نُور سے بقعۂ نور بناتا چلا جائے گا اور وہ ہے حضرت سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عِلم کلام اور حُسنِ بیان کا چراغ جو نُورٌ علیٰ نُور کا مصداق ہے۔ اب زبان و بیان کا یہی اسلوب اور اس کا بعینہٖ یہی رنگ و روپ جو اس چراغِ نورٌ علیٰ نور کی ضیا پاشی سے بھرپور و معمور ہے سند شمار ہوگا اور سب کی گردنیں ادب و احترام سے اب اسی کے آگے جھکیں گی۔ ایسا ہوگا اور ہو کر رہے گا اس لئے کہ یہ خدائی تقدیر ہے اور کون ہے جو خدائی تقدیر کو بروئے کار آنے سے روک سکے ؟

یاد

مکرم عبد الحمید صاحب شوق - لاہور

پھر یاد آ رہی ہے کسی دلربا کی یاد
آنکھوں کا نور، دل کی تمنا، خدا کی یاد

اس حسنِ جانفروز کا کیا کیا کروں بیاں
ہو اس نگاہِ ناز کی کس کس ادا کی یاد

ساحل پہ جس نے کشتی لگا دی خدا گواہ
ہو گی نہ محو قلب سے اس ناخدا کی یاد

ناکام اس کے در سے نہ پلٹی کبھی نظر
ہے زندگی کا اپنی سہارا خدا کی یاد

آ آ کے یاد کرتی ہے آنکھوں کو نزہت
دنیائے قادیان کی آب و ہوا کی یاد

تاریکیوں کو پھاڑ کے نکلا ہے آفتاب
روشن ہے دل میں بستیِ جنت نما کی یاد

لبریز اس کے دم سے دل و جان کا سبو
روشن چراغِ زندگی اس جانفزا کی یاد

مومن کبھی بھی موت سے ڈرتا نہیں ہے شوق
رہتی ہے دل میں آیتِ قالوا بلیٰ کی یاد

حضرت سلطان القلم کا پیدا کردہ انقلاب انگیز لٹریچر

اور ہمارا فرض

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ)

آنحضرتؐ کی پیشگوئی مسیح موعودؑ سے متعلق

ہمارے ہادی، ہمارے مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء، ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اس وقت جبکہ علم قرآن اٹھ چکا ہوگا مسیح موعودؑ دنیا میں بہت سا خزانہ لوگوں میں تقسیم کرے گا یہاں تک کہ لوگ لَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ کا مصداق بن جائیں گے اور ہر ایک طبیعت اپنے ظرف کے مطابق پُر ہو جائیگی[1]۔

مال سے مراد قرآنی خزانہ

ظاہر ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے مومن کا مال درہم و دینار نہیں بلکہ جواہر حقائق و معارف ہیں[2] یہی مال انبیاء علیہم السلام خداتعالیٰ سے پاتے ہیں۔ اسی کو تقسیم کرتے ہیں اور اسی کی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ[3] یعنی ان سے کہہ دے کہ خداتعالیٰ کے فضل و رحمت سے یہ قرآن ایک بیش قیمت مال ہے سو اس کو تم خوشی سے قبول کرو۔ یہ ان مالوں سے اچھا ہے جو تم جمع کرتے ہو۔ یہی قرآنی خزانہ تھا جس کو دنیا بھر میں تقسیم کرنے کا مقدس فریضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپا گیا چنانچہ فرمایا۔ اَللّٰهُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ[4] یعنی عطا کرنے والا تو اللہ ہے مگر تقسیم میں کرتا ہوں۔

ع دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

---

[1] بخاری [2] متی ۲۵ [3] یونس ۵۹ [4] بخاری کتاب الخمس۔

الکوثر میں حضرت سلطان القلم کی خبر

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کے لئے قاسم بن کر تشریف لائے اس لئے حضور کو آخری زمانہ میں ایک کوثر عطا کیئے جانے کی بھی بشارت دی گئی اور عربی لغات میں کوثر کے معنی اَلرَّجُلُ الْكَثِيْرُ الْعَطَاءِ وَالْخَيْرِ[1] کے بھی لکھے ہیں یعنی ایسا شخص جو بہت سخی اور بڑی عطا والا ہو۔ ان معنوں کی رو سے سورۃ کوثر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک جلیل فرزند کا وعدہ دیا گیا تھا جس کے زمانہ میں قرآنی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے چنانچہ اس خوشخبری کے عین مطابق سلطان القلم حضرت امام مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریباً ۹۰ تصانیف کی صورت میں (جو کم و بیش پونے دس ہزار صفحات نظم و نثر پر مشتمل اور اردو عربی اور فارسی زبان میں ہیں) روحانی لعل و یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی اس درجہ کثرت سے لٹائے ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد پوری اسلامی تاریخ میں اس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ایک لطیف رؤیا

حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ "آج رات میں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ مجھ کو بارگاہِ ایزدی میں لے گئے اور وہاں سے مجھے ایک چیز ملی جس کے متعلق ارشاد ہوا کہ سارے جہان کو تقسیم کردو۔"[2]

روح القدس کی تاثیر کا اعجازی اثر

اس رؤیا کی روشنی میں اگر حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی جملہ فصیح و بلیغ تصانیف و تالیفات پر ایک نظر ڈالی جائے تو ہر صاحب بصیرت و فراست یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ سب کتابیں جن میں ہزارہا معارف اور حقائق دینی اور قرآنی لکھے گئے ہیں سچ مچ بارگاہِ ایزدی ہی سے عطا ہوئی ہیں اور روح القدس کی تائیداتِ الٰہیہ سے ان کے مضامین آپ کے قلب مبارک پر نازل ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضورؑ خود فرماتے ہیں:۔
"میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالےٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔۔۔۔ ایک

---

[1] المفردات فی غریب القرآن (مؤلفہ حضرت امام راغب) [2] تذکرہ طبع دوم صفحہ ۸۱۲

ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔" [1]

"میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔" [2]

"میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں مجھے کہاں تک دسترس ہے لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر موزون طور پر آنے والے الفاظ القا ہوتے جاتے ہیں۔" [3]

خطبہ الہامیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ایک بھاری نشانِ الٰہی ہے ..... یہ بارگاہِ الٰہی کا عظیم الشان احسان ہے ..... یہ وہ حقائق ہیں جو رب العالمین کی طرف سے بذریعہ وحی مجھے بتائے گئے ہیں۔" [4]

درگاہِ الٰہی میں کتب کی مقبولیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف چونکہ سراسر حضرت احدیت کے فیضان کا نتیجہ تھیں۔ اس لئے وہ درگاہِ الٰہی میں بھی بہت مقبول ہوئیں۔ خصوصاً براہین احمدیہ، آسمانی فیصلہ، آئینہ کمالاتِ اسلام، نور الحق، اور تحفہ گولڑویہ کی تالیف پر آپ کو الہام خاص سے نوازا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلق خدائے علیم نے مطلع فرمایا کہ" یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔" اعجاز المسیح کی عربی تفسیر کے بارے میں رب جلیل کی طرف سے بشارت ملی کہ مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ یعنی جو بھی مقابل پر آئے گا اس کو آسمانی روکوں کے ساتھ مقابلہ سے روک دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔

اسی کتاب کے دورانِ تصنیف کا ذکر ہے کہ ۱۵ فروری ۱۹۰۱ء کو تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کا کرکٹ کا میچ تھا حضرت اقدس کے ایک صاحبزادے نے بچپن کی سادگی میں کہا کہ ابا آپ کیوں کرکٹ پر نہیں گئے؟ یہ معصومانہ سوال سنکر حضرت اقدس نے یہ ایمان افروز جواب دیا کہ:۔

"یہ لوگ تو کھیل کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک باقی رہے گا۔" [5]

---

[1] ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۶۴ [2] نزول المسیح صفحہ ۳۴ [3] ملفوظات جلد ا صفحہ ۲۶۹ [4] تذکرہ صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰ [5] الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵ [6] سیرت مسیح موعود صفحہ ۳۵۸ (از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رض)

"اعجاز المسیح" کی اشاعت کے بعد آپ نے "اعجاز احمدی" کا مشہور عالم اعجازی قصیدہ رقم فرمایا اور اس کے جواب پر علمائے ظواہر کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا بھی وعدہ کیا۔ نیز پیشگوئی فرمائی کہ "خدا تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا"[1] چنانچہ شیرِ خدا کی للکار کے سامنے علمائے عرب و عجم کی زبانیں ساکت ہو گئیں دماغ شل ہو گئے اور قلم ٹوٹ گئے۔

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ÷ یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
مصطفےٰؐ پر ترا بےحد ہو سلام اور رحمت ÷ اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

لطیفہ کی بات یہ ہے کہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے حضور پُر نور کی خدمت میں سیر کے دوران عرض کیا کہ دہلی میں ایک مولوی صاحب نے اعجاز المسیح کو دیکھ کر یہ دعوےٰ کیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس کا جواب لکھ سکتے ہیں اس پر حضورؑ نے یہ نہایت دلچسپ جواب دیا کہ

"ان کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے مشتہر کیا کہ میری بکری شیر کو مارتی ہے اور جب لوگوں نے اس کو دیکھنا چاہا تو کہہ دیا کہ جب اس کا ارادہ ہو اس وقت مارتی ہے اس وقت اس کا ارادہ نہیں۔"[2]

مطالعہ کتب مسیح موعودؑ کی اہمیت و ضرورت حضورؑ کے الفاظ میں

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شخصیت موعود ہے اسی طرح آپ کا پیدا کردہ آسمانی لٹریچر بھی موعود ہے جس کو حرزِ جان بنانا اور دلوں میں جگہ دینا ہر احمدی کا اولین دینی فرض ہے۔ اس سلسلہ میں ہم سب پر کتنی بھاری ذمہ واری عائد ہوتی ہے؟ اس کی اہمیت و ضرورت سیدنا حضرت سلطان القلم علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں پیش کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں:۔

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔"[3]

پھر فرمایا:۔

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"[4]

---

[1] اعجاز المسیح صفحہ ۳۶-۳۷ [2] ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۳ [3] ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۸۷ [4] سیرۃ المہدی صفحہ ۸۰۴ (مؤلفہ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

پھر فرمایا:۔

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو"۔[1]

پھر فرمایا:۔

"کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں"۔[2]

تحریرات کے عظیم الشان انقلابات و عجائبات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تحریرات کے مطالعہ سے اتنے عظیم الشان انقلابات رونما ہوئے ہیں اور ایسے ایسے عجائبات و برکات کا ظہور ہو چکا ہے کہ انسان ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا اور عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ حضور کے کلمات طیبات ہی تھے جن کو پڑھ کر ۱۸۸۷ء میں امریکہ کے مسٹر الیگزنڈر ویب[3] نے اسلام قبول کیا اور اس طرح پہلی بار نئی دنیا میں بھی اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانہ کے مشہور بزرگ تھے۔ جن کا حلقۂ عقیدت اگرچہ لاکھوں تک پھیلا ہوا تھا مگر "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے بعد جب کوئی مرید ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ فرماتے "سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کر لو"۔ حضرت صوفی صاحب نے اسی کتاب کو دیکھ کر اپنی کشفی آنکھ سے حضور کا مقام بلند مشاہدہ کیا اور بے ساختہ پکار اٹھے ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ　　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے[4]

پھر حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو "براہین احمدیہ" کا ایک اشتہار ہی ہمیشہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں کھینچ لایا اور آپ کو عشق و محبت کے اس بلند مقام پر پہنچا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سب سے پہلے آپ کو خلافت کا آسمانی تاج پہنایا گیا۔ حضرت مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل جو سارے برصغیر پاک و ہند میں فارسی کے مسلم شاعر اور فردوسیٔ ہند کہلاتے تھے۔ اور "ارجح المطالب فی مناقب اسد اللہ الغالب" کے نامور مؤلف اور اہل تشیع کے مشہور اور شہرۂ آفاق عالم تھے "سر الخلافہ" پڑھ کر

---

[1] نزول المسیح ص۲۵ [2] کشتی نوح ص۱۲ [3] ALEX. R. WEBB ST LOIS M SSOURI 3021 EASTERN AVENILE (خط و کتابت کے لئے ملاحظہ ہو تصنیف لطیف شحنۂ حق) [4] اشتہار واجب الاظہار و تاثرات قادیان ص۶۷-۶۸ مرتبہ ملک فضل حسین صاحب مہاجر)

دیوانہ وار قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرکے آپ کے غلاموں میں شامل ہو گئے ۔ [1] شیخ عجم حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحبؓ شہید افغانستان کی وہ برگزیدہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی میں اپنے صدق کا بے مثال نمونہ دکھایا اور اپنے خون سے گلستانِ احمدیت کی آبیاری کی۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:- ”اس کی ایمانی جرأت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو“ صبر و استقلال کا یہ ناقابلِ تسخیر پہاڑ جس سے باطل کی قوت ٹکرائی اور پاش پاش ہو گئی ”آئینہ کمالاتِ اسلام“ کی اعجازی قوتِ تحریر اور اس کے مطالعہ کی برکت ہی سے حضرت مسیح موعودؑ کے مقناطیسی اور خدانما وجود کی طرف کھنچا چلا آیا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین [2]

ملائکہ سے فیضان کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی ایک عجیب روحانی تاثیر اور قوتِ قدسی حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے کہ

”حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں“ [3]

تمام اہم علوم کا بیج کتبِ مسیح موعودؑ میں

حضور کی تصانیف میں تفسیر، تاریخ، سیرت، حدیث، فقہ، تصوف، کلام، موازنہ مذاہب، معاشیات، اقتصادیات، فلسفہ، اخلاق، سیاست، علم النفس، طبقات الارض، ہیئت، طبِ اسلامی، الکیمیا، غرضیکہ دنیا بھر کے تمام علوم پوری شانِ جامعیت کے ساتھ بیج کے طور پر موجود ہیں [4] جو آئندہ دنیا کی ہر علمی ریسرچ میں مستقل اور مضبوط بنیاد کا کام دیں گے۔ اسی طرح ہمارا یقین ہے کہ اردو کا شاندار مستقبل حضور کی تحریرات ہی سے وابستہ ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

”زمانہ خود اردو کو اس طرف لے جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو

---

[1] سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۹۹-۱۰۰ [2] تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳ [3] ملائکۃ اللہ صفحہ ۱۹۲

[4] الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء

الفاظ استعمال کئے ہیں وہ اردو کے سمجھے جائیں گے پس ہمارے... سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب نمونہ اور ماڈل ہونی چاہئیں خصوصاً آخری زمانہ کی کتابیں ان کی روانی اور سلاست پہلے کی نسبت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ان کی اردو نمونہ کے طور پر ہے اور وہی اردو دنیا میں قائم رہے گی"[1]

حضرت مسیح موعودؑ کے بے مثال طرزِ تحریر کو اپنانے کی جماعتی ذمہ داری

نیز فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دنیا میں بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے بہت بڑی برکت آپ کا طرزِ تحریر بھی ہے .... اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہیں اور یہ انتہا درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی کہ اگر ہم اس عظیم الشان طرزِ تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرزِ تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔"

"پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہو جائے۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔ آپ کے دلائل کو قائم رکھنا اس کے ذمہ ہے، آپ کی قوتِ قدسیہ اور قوتِ اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرزِ تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔"[2]

کفر و اسلام کی جنگ کا فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ کے قلمی اسلحہ سے گہرا تعلق

بلاشبہ کفر و اسلام کی آخری اور فیصلہ کن جنگ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شاندار اور عالمگیر فتح کے نقارے آسمانوں پر بج رہے ہیں مگر یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ میدان کارزار کا معرکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخصوص علم کلام روحانی ہتھیاروں اور قلمی اسلحہ سے ہی سر ہوگا۔

اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

[1] الفضل ۷ اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۴-۷ [2] الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء صفحہ ۵-۶

"نہ ختم ہونے والا گولہ بارود اور ہر ایک دشمن کو مغلوب کرنے والا توپ خانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے تو اس بات کی کہ آپ لوگ ڈٹ کر ان کا صحیح استعمال کریں اور نہ ہٹیں جب تک کہ منزلِ مقصود تک نہ پہنچ جائیں۔" [1]

عیسائی دنیا کا اعترافِ حق اور اظہارِ بےبسی

غلبۂ اسلام کا کتب مسیح موعودؑ سے گہرا تعلق کوئی ذوقی مسئلہ نہیں ایک کھلی صداقت اور زندہ حقیقت ہے جس کو تعصب کی آنکھ بھی مدتوں سے محسوس کر رہی ہے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۱۶ء کے پہلے ہفتہ کا واقعہ ہے کہ مسٹر والٹر (سکرٹری کرسچن ینگ مین ایسوسی ایشن۔ لاہور) مسٹر ہیوم (ایجوکیشنل سکرٹری) اور مسٹر لیوکس (وائس پرنسپل فورمین کرسچن کالج لاہور) قادیان گئے۔ واپسی پر مسٹر لیوکس نے سیلون میں تقریر کی کہ

"عیسائیت اور اسلام کے درمیان جو جنگ جاری ہے اس کا فیصلہ کسی بڑے شہر میں نہیں ہوگا بلکہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہوگا جس کا نام قادیان ہے۔" [2]

اس واقعہ کے پندرہ سال بعد مشہور معاند اسلام پادری زویمر امریکہ کو قادیان جانے کا موقعہ ملا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کا لٹریچر دیکھ کر اس درجہ خائف اور ہراساں ہوئے کہ انہوں نے لنڈن کے رسالہ "چرچ مشنری ریویو" میں لکھا کہ:

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔" [3]

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

عیسائی دنیا جہاں مسیح محمدی کے عظیم الشان لٹریچر سے دہشت زدہ ہے وہاں اس کے کیمپوں میں اپنی بےبسی پر صفِ ماتم بھی بچھی ہوئی ہے۔ وجہ یہ کہ اگرچہ وہ دنیا بھر کے مادی اور فانی خزانوں کے مالک ہیں مگر افسوس ان کے پاس مسیح ناصری کی لکھی ہوئی کوئی ایک مختصر سی تحریر بھی موجود نہیں۔ چنانچہ پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے اپنی کتاب حیات المسیح کے ص۱۳۵ پر لکھتے ہیں:-

"اگر وہ (یسوع) اپنے خیالات کو خود رقم کرتا تو اس کے نام اور کام کو بقائے دوام حاصل ہوتی اور دنیا کے ہاتھوں میں ایک کامل تصویر آجاتی اور شائد ہم اس بات کو سوچ کر شوق سے بھر جاتے اور

---

[1] خطبات محمود ص۲۷۳ شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ [2] تفسیر کبیر سورۂ کوثر ص۴۲۷ [3] تاثراتِ قادیان ص۱۹۰

بے ساختہ بول اٹھتے کہ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ ہمارے لئے بے قیاس دولت کا خزانہ ہوتا۔"

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے ؎ پورے ہوئے وعدے کئے جو حضور نے

ربّ العرش کا کتبِ سلسلہ پر احسانِ عظیم

ربّ العرش کے اس احسانِ عظیم پر ہم جس قدر سجداتِ شکر بجا لائیں بہت کم ہے کہ خداوند کریم جلّ شانہٗ، وعزّ اسمہٗ نے جو ہمارا بے شمار برکتوں والا، بے شمار قدرتوں والا، اور بے شمار حسن و احسان والا سچا خدا ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ کو اپنی نظرِ عنایت سے وہ مسیح محمدی بخشا ہے جس کے مقدس ہاتھوں کی تحریر فرمودہ کتابیں جو آپ کی دائمی اور بے مثال علمی یادگار ہیں چھپ کر اکنافِ عالم تک پہنچ چکی ہیں اور مُردہ دلوں میں زندگی کی نئی روح پھونک رہی ہیں۔ ؎

مرہم عیسےٰ نے دی تھی محض عیسےٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

حضرت مصلح موعود کی وصیّت

کتبِ مسیح موعودؑ کی یہی وہ بے مثال شانِ مسیحائی ہے جس کی بناء پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت احمدیہ کو ۱۹۲۵ء میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو کر آئے تھے اس لئے آپ کی قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں؟ تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کر دوں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دوں گا۔"[1] ؎

حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختۂ درسِ وفا خام نہ ہو

---

[1] رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء ص ۲۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص اور فدائی صحابی کا ذکرِ خیر

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ اور خدماتِ جلیلہ

مکرم مولانا سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ گوجرانوالہ

ابتدائی حالات

احباب کرام! حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ۱۸۵۸ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام کریم بخش تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدل کر عبدالکریم رکھ دیا۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ نے ابتدائی تعلیم مسجد کے مکتب میں پائی۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پرائیویٹ طور پر ہی عربی اور فارسی علوم کا مطالعہ کر کے ان میں یہاں تک ترقی کی کہ امریکن مشن سیالکوٹ میں فارسی کے اُستاد مقرر کئے گئے۔ ایک روز آپ کلاس کو فارسی پڑھا رہے تھے کہ ایک طالبعلم نے قرآن مجید کے متعلق کوئی گستاخی کا کلمہ کہا۔ آپ یہ دیکھ کر جوش میں آ گئے۔ مروجہ بائیبل اور اس کی الہامی حیثیت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر ڈالی اور کہا یہ ہے وہ الہامی کتاب جس پر تم نازاں ہوئے پھرتے ہو۔ اس واقعہ پر آپ کو سکول سے موقوف کر دیا گیا۔ آپ نے ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول سیالکوٹ میں ملازمت کر لی۔ جہاں عربی اور فارسی کے ٹیچر ہو گئے مگر یہاں سے بھی مستعفی ہو کر راجہ بازار چوک (سیالکوٹ) میں پبلک لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جماعت اہل حدیث کے امام بھی تھے۔ اُردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں اہل زبان کی طرح تقریر و تحریر کی پوری قدرت رکھتے تھے۔ انگریزی میں بھی کافی دسترس تھی۔ قرآن کریم ایسی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے کہ راہ چلتے غیر مسلم بھی سُننے کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ معارفِ قرآنی بیان کرنے میں یدِ طُولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے لیکچروں سے جو اسلام کی تائید اور عیسائیت کی تردید میں آپ دیتے۔ عیسائی مشن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اُنہوں نے دوبارہ آپ کو ملازمت میں لینے کی کوشش کی مگر آپ نے انکار کر دیا۔

ایک عرصہ سے آپ کو حکیم الامت حضرت علامہ حافظ حاجی مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے گہرا تعلق رہا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ چھ ماہ تک کشمیر میں آپ کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوتے رہے اور یہی تعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی کا موجب بنا۔ ۱۸۸۸ء میں حضورؑ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ بیعت کے اعلان پر آپ مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت کر کے داخلِ سلسلہ ہو گئے مگر سر سید احمد خان علی گڑھی کی وجہ سے نیچریت کا اثر ابھی باقی تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کی برکت سے دُور ہو گیا۔

آپ کی بعض خدمات

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۸۹۱ء میں سیالکوٹ سے ایک رسالہ "الحق" نام جاری کیا۔ یہ وہی رسالہ

جس میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ "مباحثہ لدھیانہ" ۔ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کے ساتھ "مباحثہ دہلی" شائع ہوئے تھے ۔

۱۸۹۳ء میں آپ سیالکوٹ کی ملازمت سے استعفیٰ دیکر قادیان آگئے اور پھر آمدورفت بڑھتی گئی ۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تصانیف یعنی "آئینہ کمالات اسلام" حصہ عربی بنام التبلیغ کا فارسی ترجمہ "۔ اور "ایام الصلح" اردو کا فارسی ترجمہ آپ نے کیا ۔ دعویٰ کے بعد حضور کے ساتھ تمام مناظرات میں ہمرکاب رہے ۔ کئی جلسوں میں حضور کی تحریریں پڑھ کر سُنانے کا شرف حاصل کیا ۔ چنانچہ لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں حضور کا اعجازی مضمون جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے مشہور ہے ۔ آپ نے ہی پڑھ کر سُنایا ۔ اسی طرح ۳؍ستمبر ۱۹۰۴ء کو بمقام لاہور "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" پر حضور کا تحریر فرمودہ لیکچر اور بمقام سیالکوٹ ۲؍نومبر ۱۹۰۴ء کو حضور کا "اسلام" پر لکھا ہوا لیکچر بھی آپ نے پڑھ کر سُنایا تھا ۔

آپ نہایت خوش الحان اور جہیر الصوت تھے ۔ لاہور میں ۱۹۰۴ء کے لیکچر کے سُنائے جانے کے بعد پبلک نے اصرار کیا کہ حضرت مرزا صاحب خود بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ ارشاد فرمائیں ۔ چنانچہ حضور کھڑے ہوئے مگر اُس وقت میں لوگوں نے بولنا شروع کر دیا اور اس قدر شور اُٹھا کہ کچھ سُنائی نہ دیتا تھا ۔ یہ رنگ دیکھ کر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے کھڑے ہو کر قرآن کریم کی سورۃ الحشر کا آخری رکوع پڑھنا شروع کیا جس نے پبلک کو مسحور کر دیا اور فوراً شور بند ہو کر خاموشی طاری ہو گئی ۔ تب حضور نے اُٹھ کر اپنی تقریر شروع فرمائی ۔

ستمبر ۱۸۹۸ء میں حضرت مولوی صاحب مستقل طور پر ہجرت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں قادیان آگئے اور حضور کے مکان کے اس حصہ میں جو مسجد مبارک کے اُوپر کے صحن کے ساتھ ملحق ہے رہائش اختیار کر لی ۔ یہاں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کی امامت آپ کے سپرد ہوئی جس کے فرائض آپ آخر عمر تک سرانجام دیتے رہے اور حضور کی طرف سے لوگوں کے خطوط کا جواب دیتے بلکہ اخبار "الحکم" کے ذریعہ قلمی جہاد کے طور پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب بھی بڑی کامیابی سے دیتے رہے ۔ میں اس موقع پر صرف ایک اعتراض کا جواب بطور نمونہ پیش کرتا ہوں ۔

ایک اعتراض کا جواب

۸؍جنوری ۱۹۰۲ء کے "ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی "جریّ اللہ فی حلل الانبیاء" کو درج کر کے لکھا گیا کہ "یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا خدا عرب کے محاورات اور اُنکی غلطی اور صحت سے ناواقف ہے ۔ بھلا ایسا مُلہم خُدا کس کام کا ۔؟ اب سنئے ۔ جَرِیٌّ بروزن فَعِیلٌ صفات میں سے ہے ۔ جرّی اسم فاعل اپنے معمول یعنی اللہ کی جانب مضاف ہے تو یہ معنی ہوئے خُدا کا جرأت کرنے والا یا خُدا کو جرأت دینے والا ۔ اسکے معنی ہوئے کہ خدا کا جرأت کیا ہُوا ۔ اگر زبردستی اس کو اسم مفعول بنانا چاہیں "

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے فوراً اخبار "الحکم" میں اس کے جواب میں لکھا کہ :-

" السنہ مشرقیہ کے مجدّد صاحب ! یہ جَرِیٌّ جَرَءَ یَجْرَءُ جُرْأَۃً " یعنی باب الہمزۃ سے نہیں جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے ۔ یہ ہے جَرٰی ۔ یَجْرِیْ ۔ جَرْیًا وَ جَرَیَانًا " سے جس کے معنی ہیں الرّسول ۔ چنانچہ لسان العرب

پھر لکھا ہے اَلْجَرِیُّ الرَّسُوْلُ ...... اب جری اللہ فی حلل الانبیاء کے معنی ہوئے - رسول اللہ .... یعنی اللہ کی طرف سے رسول...... اب بتایئے - کیا یہ وحی خدا کی اور زندہ اور سچے خدا کی اور عرب کے محاورات سے واقف خدا کی وحی اور کلام ہے یا نہیں ؟ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جیسے رسُول اور نبی اور بشیر اور نذیر کہکر پکارا ہے ویسے ہی جَرِیُّ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے - شاید اس نام کے اطلاق کرنے کی حکمت بھی ہوئی جو آج ظاہر ہوئی ہے کہ تمہارے جیسے جاہرین بالسّوء مخالفوں کے ظلم و فضل کی پردہ دری ہو گئی "

(اخبار الحکم قادیان ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ جلد ۶ نمبر ۲)

آپ کی خوش الحانی کا تذکرہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری بیان کرتے ہیں کہ "انبالہ میں ۱۹۰۲ء میں ایک بہت بڑے عالم مولوی محمد حسین صاحب نام تھے اُنہوں نے مجھے بتایا کہ سہارن پور کے تین صوفی منش مولوی خلیل الرحمن صاحب وغیرہ قادیان گئے - بیعت تو نہ کی لیکن واپسی پر مجھے کہنے لگے کہ ہم حضرت مرزا صاحب سے ملنے قادیان گئے تھے - ایک بات وہاں ایسی لاجواب دیکھی کہ جس سے ہم لوگ بیحد متاثر ہوئے - وہ یہ کہ مسجد مبارک میں جب نماز کا وقت آیا تو جماعت کھڑی ہوئی - مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ امام تھے - ہم نے چونکہ ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی تھی اس لئے مسجد سے چلنے لگے - سیڑھیوں پر پہنچے تو مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی قرأت شروع ہو گئی - ان کی زبان سے قرآن سُنکر ہم مبہوت ہو گئے اور مڑ کر مسجد میں جماعت کو دیکھنے لگے - اب یہ عالم تھا کہ ایک طرف قرآن پڑھا جا رہا تھا اور ساری جماعت پر ایسا خشوع و خضوع اور سوز و گداز طاری تھا کہ وہ جناب الٰہی کے آستانہ پر تڑپتی نظر آ رہی تھی اور دوسری طرف ان کی تڑپ اور سوز و گداز کو دیکھکر ہم وہیں سیڑھیوں پر تڑپ رہے تھے وہ کیفیت نہیں بھولتی "

(مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۳۴۷-۱۳۴۸)

خُطبہ الہامیہ

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کو جب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی کے ماتحت عیدالاضحیہ کا خطبہ عربی میں دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کو فرمایا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھتے جاویں - جب حضور خطبہ دیکر بیٹھ گئے تو احباب کی خواہش پر اس عربی خطبہ کا ترجمہ بھی حسب معمول مولوی عبدالکریم صاحب نے ہی بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ سُنایا -

دو صوفیوں کی قادیان میں آمد

ایک دفعہ کا ذکر ہے دو صوفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کیلئے حاضر ہوئے - مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے جو حضور کے ساتھ ہی بیٹھے تھے چپکے سے عرض کیا کہ یہ دو صوفی بیٹھے ہیں حضور کوئی ایسا نکتہ بیان فرما دیں جس سے یہ لوگ متاثر ہوں - یہ کلمہ سُنکر حضرت اقدس کا چہرہ سُرخ ہو گیا - فرمایا :-

"مولوی صاحب - میں اسے پرلے درجہ کی ریاکاری سمجھتا ہوں کہ کسی پر اپنی علمیت کا اثر ڈالنے کے لئے تصنّع اور تکلّف سے تقریر کی جائے "

اس کے بعد حضورؑ نے ریاکاری پر تقریر فرمائی تو دیر تک معارف و حقائق کا ایک دریا بہتا رہا جس کو سُنکر وہ دونوں صوفی تڑپ گئے اور

عش عش کر اُٹھے کہ "ریاکاری کی اس قدر باریکیاں آگے ہم نے نہ سُنی تھیں" حضرت اقدس تو تقریر کر کے اندر تشریف لے گئے مولوی عبدالکریم صاحب ہنس کر فرمانے لگے کہ:۔

"خیر مقصد میرا ابھی حاصل ہو گیا" (مجدد اعظم صفحہ ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲)

امام الزمان کی زبان

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ۱۷ اگست ۱۹۰۰ء کو خطبہ جمعہ دیا جس میں رسولوں پر ایمان کی اہمیت، ان کے فیصلوں کو دل و جان سے قبول کرنے کی تلقین، حضور کے مامور و مرسل ہونے اور آپ کے ماننے والوں کا صحابہ کا مقام پانا، منعم علیہم کا مور د ہونے کا آئندہ کیلئے امکان اور حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن و حدیث کے رُو سے اعلیٰ شان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اس وقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور نا انصافی کی طرف جا رہی ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح فرما دیں اور سامعین خطبہ پر اس وقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بصیرۃ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میرا دل امام کے علوم کے مے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اس وقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔"

جب یہ خطبہ مرتب کر کے آپ نے اخبار "الحکم" کو دیا تو آخر میں لکھا ہے کہ:۔

"تحدیث نعمت کے طور پر میں یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بعد نماز جمعہ کے حضرت اقدس سے کچھ عرض کرنے کے لئے اندر گیا۔ بعد ادھر اُدھر کے ذکر کے میں نے خطبہ کی نسبت آپ سے پوچھا۔ فرمایا "یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔" اور فرمایا۔ "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔"

(اخبار الحکم قادیان جلد ۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء)

مولوی صاحب کا بلند مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مکتوب میں ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو تحریر فرمایا کہ:۔

"میری تمام جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں جنہوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ ایک آپ ہیں اور ایک مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ ابھی تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔"

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۹۵-۹۶ از مولوی عبدالکریم صاحب)

آپ کی تالیفات

حضرت مولوی صاحب کی تالیفات یہ ہیں:۔

(۱) لیکچر گناہ پر۔ (۲) لیکچر (حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی)۔ (۳) سیرت مسیح موعود۔ (۴) اثبات خلافت شیخین۔ (۵) خلافت راشدہ حصہ اوّل۔ (۶) القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ المسیح۔

(۷) دعوۃ الندوۃ - (۸) خطبات کریمیہ - (۹) الفرقان (خلافت راشدہ حصہ دوم)

جب حضرت مولوی صاحب نے وہ لیکچر دیا جس کا نام ہے "حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اصلاح اور تجدید کی؟" تو اُس کو
پڑھ کر حضور علیہ السلام نے ۲۶ر فروری ۱۸۹۹ء کو فرمایا:-

"مَیں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب دوست اسے ضرور پڑھیں اس لئے کہ اس میں بہت سے نکاتِ لطیفہ ہیں اور یہ
نمونہ ہے ایک شخص کی قوتِ تقریر کا - اور اسی منوال پر مخصوصاً ہماری جماعت کو مقرر بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۳ - بحوالہ الحکم جلد ۱۰ صفحہ ۲۵ ۔)

حضرت مولوی صاحب کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اور ارشادات

حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد ایک دفعہ

حضورؑ نے فرمایا:-

(۱) "مولوی صاحب - ہر تقریب اور ہر جلسہ پہ یاد آجاتے ہیں - ان کے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا - وہ بڑی زبردست تقریر
کرنے والے تھے - مَیں نے مقابلہ کر کے خوب دیکھا ہے ان کے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا.........
اُس وقت بھی مَیں نے ان کو دیکھا تھا جب وہ نیچری تھے اُس وقت بیعت بھی کر لی تھی لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں
تھے - چنانچہ مسیح کے بے پدر ہونے میں مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے اور کئی بار کہا کرتے تھے کہ ان کا بھی فیصلہ کر دو۔ مگر
مَیں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ ہوئے ہیں۔" (اخبار الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۵ء بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۶۷)

(۲) اِسی طرح ایک اور موقع پہ فرمایا کہ:-

"اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے آپ گواہ
رہیں آج سے مَیں نے سب گفتگوئیں ترک کر دیں اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہوگا - اور پھر مَیں نے دیکھا کہ اس
دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا اور تسلیم کے سوا کوئی اور بات تھی ہی نہیں - مَیں نے دیکھا ہے کہ
جن لوگوں نے ان کے خطبات سُنے ہیں وہ یہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ
ہوتا تھا - بلکہ بعض اوقات مَیں نے سُنا کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے - مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ
چاہتے تھے۔"

اس مقام پر جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم و مورخ احمدیت نے عرض کی کہ "حضور! مرحوم فرمایا کرتے
تھے کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ذکر نہ ہو۔ یہ الفاظ سُن کر
مَیں نے دیکھا کہ حضورؑ کی آنکھیں پُرنم ہو گئی تھیں۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۶۸ - بحوالہ الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۵ء)

(۴) اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ :-

"وہ اس سلسلہ کی محبت میں بالکل محو تھے۔ جب اوائل میں میرے پاس آئے تھے تو سید احمد کے معتقد تھے۔ کبھی کبھی ایسے مسائل پر میری ان کی گفتگو ہوتی جو سید احمد کے غلط عقائد میں سے تھے۔ اور بعض دفعہ بحث کے رنگ تک نوبت پہنچ جاتی۔ مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد ایک دن علانیہ کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ آج میں نے سب باتیں چھوڑ دیں۔ اس کے بعد وہ ہماری محبت میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ ہم دن کو کہتے کہ ستارے ہیں اور رات کو کہتے کہ سورج ہے تو وہ کبھی مخالفت کرنے والے نہ تھے۔ ان کو ہمارے ساتھ ایک پورا اتحاد اور پوری موافقت حاصل تھی کسی امر میں ہمارے ساتھ خلاف رائے کرنا وہ کفر سمجھتے تھے۔ ان کو میرے ساتھ نہایت درجہ کی محبت تھی اور وہ اصحاب الصفہ میں سے ہو گئے تھے جن کی تعریف خدا تعالیٰ نے پہلے سے اپنی وحی میں کی تھی۔ ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔ نوکری انہوں نے اسی واسطے چھوڑ دی تھی کہ اس میں دین کی ہتک ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دو سو روپے ماہوار کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکساری کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزار دی۔ صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے اندفاع میں عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔ ان کے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا۔ مسلمانوں کا لیڈر۔"

(اخبار بدر قادیان ۱۲ر جنوری ۱۹۰۶ء۔ بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۶۵)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بعض رؤیا اور الہام

(۱) ۲۶ر جنوری ۱۹۰۲ء کو مولوی صاحب نے بیان کیا کہ "رات کو میں نے خواب دیکھا کہ سلطان احمد (حضور کے لڑکے) آئے ہوئے ہیں۔"

حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

"میرے گھر میں ایک ایسی ہی خواب آئی تھی۔ اس کی یہی تعبیر بتلائی جو آپ نے سمجھی یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہو گا۔ سلطان سے مراد براہین اور نشان ہوا کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵)

خاکسار (سید احمد علی) عرض کرتا ہے کہ یہ نشان اور رؤیا بھی ویسا ہی پورا ہوا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "تائی آئی" (تذکرہ صفحہ [illegible]) پورا ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ صاحبہ نے حضرت خلیفۃ ثانی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر ۱۹۲۱ء میں بیعت کر کے احمدیت میں آنا قبول کیا۔ سو مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے رؤیا کے مطابق حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی اپنے چھوٹے بھائی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے دسمبر ۱۹۳۰ء میں احمدیت میں آگئے تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۲) ۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ :۔
" کل جب میں اُٹھا تو میری زبان پر یہ جاری تھا جو حضور کا الہام ہے ۔ " آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے " (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۲۶)

مولوی صاحبؓ کی بعض روایات

مولوی عبدالکریم صاحب نے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۷ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں فرمایا :۔
(۱) " مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی نوٹ بک میں اُسی لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں سوال کیا کہ آپ کی غرض دُنیا میں آنے سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ " میں اسلئے آیا ہوں تا لوگ قوتِ یقین میں ترقی کریں "

(۲) " ایک اور بات بھی ہے جو میری نوٹ بک میں درج ہے اور وہ واقعہ بھی اسی جالندھر کا ہے ۔ ہماری جماعت کے ایک آدمی ہمارے بھائی منشی محمد اروڑا صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے؟ آپ نے جو جواب اس کا فرمایا بہت ہی لطیف اور سلیس ہے ۔ کہا :۔
" ایمان دو قسم کا ہوتا ہے موٹا اور باریک ۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک ایمان یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو لے " (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲ بحوالہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰۶-۱۰۷)

(۳) ۔ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ نے خاص طور پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا :۔
" میرے خلق کی پیروی کرو "
میں نے عرض کی دُعا کریں ۔ فرمایا کہ :۔
" اگر کسی نے ایک بار میرے ساتھ عہدِ دوستی باندھا ہو تو مجھے اس قدر اس کی رعایت ہوتی ہے کہ اگر اُس نے شراب پی ہوئی ہو تو بھی میں بلا خوفِ لومۃ لائم اسے اُٹھا لاؤں گا یعنی جب تک وہ خود ترک نہ کرے ہم خود نہ چھوڑیں گے ۔ پس اگر کوئی ایسے بھائیوں کو ترک کرے گا وہ سخت گنہگار ہو گا "
(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷ ۔ بحوالہ الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۴ء)

مولوی صاحبؓ کے اخلاص کا ایک نمونہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ :۔
" حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو عرصہ پانچ سال سے حضور کے مبارک قدموں میں جا گزیں ہیں ۔ سیالکوٹ سے ایک دو احباب قادیان آئے تاکہ مولوی صاحب کو ایک شادی کی تقریب میں شمولیت کے لئے ساتھ لے جائیں ۔ مگر مولوی صاحب کو حضور سے جو عشق و محبت ہے وہ ایک پل کے لئے بھی ان کو حضور کے مبارک قدموں سے جدائی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ جب کوئی احمدی بھائی قادیان آکر رخصت طلب کرتے ہیں تو مولوی صاحب کی ان کو یہی نصیحت ہوتی ہے کہ اس مقام کو اتنی جلدی نہ چھوڑو ۔ دیکھو کہ بار بار سے اوقات دنیوی کاروبار

میں کس قدر گزرتے ہیں اگر اس کا ایک عُشرِ عشیر بھی تم دین کے واسطے یہاں گزارو تو پتہ لگے اور آنکھ کھلے کہ یہاں کیا ہے؟ جو ہمیں ایک پل کے واسطے بھی علیحدہ نہیں ہونے دیتا۔ غرض مولوی صاحب نے سیالکوٹ جانے سے انکار کر دیا۔ آخر یہ تجویز ہوئی کہ فریقین یہاں آجائیں اور یہاں نکاح ہو۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۲-۲۳)

مولوی صاحبؓ کی وفات

یہ بیشمار خوبیوں کا حامل بزرگ صحابی اور مسیح زمان کی "زبان" حضور کا عاشق و محبّ جس کا آئینہ کمالات اسلام میں نمبر ۸ پر اور انجام آتھم کے مندرجہ ۳۱۳ اصحاب میں نمبر ۱۲ پر تذکرہ ہے اور جن کا حضور نے اپنی دیگر تصانیف میں بھی بارہا ذکرِ خیر فرمایا ہے۔ وہ ۴۷ سال کی عمر میں کاربنکل کی بیماری میں مبتلا رہ کر ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر قریباً ۲½ بجے وفات پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؏

آپ کو بطور امانت دفن کیا گیا۔ پھر جب بہشتی مقبرہ بن گیا تو جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا اور ۲۷ دسمبر کی صبح کو حضور نے دوبارہ جنازہ پڑھایا اور سب سے پہلے آپ کو ہی مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی سعادتِ ابدی حاصل ہوئی۔

آپ کے کتبہ پر حضور علیہ السلام نے ۱۴ اشعار کی فارسی نظم تیار کر کے لکھائی جن میں آپ کے اوصافِ حمیدہ اور تاریخ وفات وغیرہ کا مفصّل بیان ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبد الکریم ٭ آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد ٭ عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد ٭ کم بزاید مادرے با ایں صفا درِّ یتیم
گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم رسا ٭ ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی الہام اور نشان پورے ہوئے جو مومنوں کی تعزیت و ڈھارس اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے مثلاً :-

"دو شہتیر ٹوٹ گئے"۔ (تذکرہ صفحہ ۵۶۱)

کیونکہ مولوی صاحب کے بعد سلسلہ کے ایک اور بزرگ اور چوٹی کے عالم حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ بھی ۳ دسمبر ۱۹۰۵ء کو انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؏

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

"مولوی عبدالکریم صاحب بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی۔ اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں اس نے ہمیں تسلی دینے کے لئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ اب مولوی صاحب ہم سے الگ ہوں گے۔ چنانچہ اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِھَامُھَا کی بابت الہام ہو چکا تھا۔ اور پھر "کفن میں لپیٹا گیا" اور پھر صاف طور پر ۴۷ برس کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تھے لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تھے۔ اس لئے اپنے طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم میں پورے ہونے کے خواہشمند تھے۔"

(الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۶۳ و صفحہ ۱۶۵)

آپ کے کتبہ کے آخری دعائیہ شعر پر میں اپنے مضمون پر ختم کرتا ہوں ؎

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم (آمین)

مجاہدہ کرو تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ان پر اپنی راہیں کھولتے ہیں۔ غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو۔ تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۱۰)

انصار اللہ امر بالمعروف کا وصف اپنائیں

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ تاریخ ۴ر دسمبر ۱۹۵۳ء میں فرمایا تھا۔

"قرآن کریم نے امتِ محمدیہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ اس کا ہر فرد دوسرے لوگوں کو خیر کی طرف بلاتا ہے۔"

عمر کے اعتبار سے انصار بھائی اس وصف کو اپنانے کے لئے اوّلین مخاطب سمجھے جا سکتے ہیں۔ اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ، کے ایک اور ارشاد کے تحت انصار بھائیوں کو امسال مکلف کیا گیا ہے کہ وہ کم از کم دو نئے مجاہد تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں تیار کریں۔

خدا کرے کہ سال کے اختتام پر محاسبہ سے یہ ثابت ہو کہ ہر رکن مجلس انصار اللہ سال رواں کے اس اہم فرض سے سبکدوش ہو چکا ہے۔ (قائد تحریکِ جدید)

انصار اللہ کی ماہانہ کارگزاری کا نیا فارم

حسب فیصلہ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۷۲ء مجلس انصار اللہ کی ماہانہ رپورٹ کارگزاری کا نیا فارم جو پہلے کی نسبت مختصر کر دیا گیا ہے چھپوا کر مجلس کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ جن مجالس کو نہ ملا ہو وہ براہ کرم دفتر کو اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بھجوایا جا سکے۔

یہ رپورٹ فارم مجلس کو اس لئے بھجوایا گیا ہے کہ وہ اپنے کام کی رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک اس رپورٹ فارم پر بھجوایا کریں جو مجالس باقاعدگی کے ساتھ اپنی ماہانہ کارگزاری کی رپورٹیں نہیں بھجواتیں ان کو اس سال کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رپورٹ بھجوائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

زعماء کرام انصار اللہ توجہ فرمائیں

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ہر سہ ماہی کے اختتام پر سو فیصدی بجٹ پورا کرنے والی مجالس کے نام دعا کے لئے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کئے جایا کریں گے۔ چنانچہ پہلی سہ ماہی قریب الاختتام ہے۔ خدا کرے اس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ مجالس اپنا بجٹ سو فیصدی پورا کر کے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں اور توجہ کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"مسابقت کی روح سے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے پس ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو"

(الفضل ۶ر جنوری ۱۹۵۵ء)

حُبّ الوطنی کا تقاضا

اپنے وطن عزیز پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر پاکستانی خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار ہو جائے۔ اس اہم کام کو جلد از جلد مکمل کرنا مجلس انصار اللہ کے ہر رکن کا فرض ہے ÷

(قیادت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

انصار اللہ اپنے کام کی نگرانی کریں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

" ضرورت اس بات کی ہے کہ انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ اپنے کام کی عمدگی کے ساتھ نگرانی کریں تاکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ان کا کام نمایاں ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے اور وہ محسوس کرنے لگ جائیں کہ یہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے۔"

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اورآسمان جوش میں ہے

ہر یک حصۂ دنیا میں اسلام کی فتح کا نقارہ بجنے کی تیاریاں

حضرت مسیح موعود علیہ‌السلام فرماتے ہیں :—

(۱) ''درحقیقت یہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کردیا جائے۔ اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالی کی دنیا پر حجت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر یک حصۂ دنیا میں بج جائے اے خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین۔،،

(چشمۂ معرفت صفحہ ۸۶ ، ۸۷)

(۲) ''سو میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولی فخر الانبیاء اور خیرالوری حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے،،

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

... ف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہوا